بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللّٰہ نور السمٰوٰت والارض ۔ مثل نورہ کمشکٰوۃ فیہا

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

جلد ۶ | نمبر ۳

مصباح

زنانہ اخبار مہینے میں دو بار

یکم فروری ۱۹۳۲ء | چندہ سالانہ دو روپیہ آٹھ آنے | ۲۱ رمضان المبارک ۱۳۵۰ھ

ایڈیٹر قاضی محمد ظہور الدین اکمل

قادیان دار الامان سے یکم و پندرہ کو شائع ہوتا ہے

فہرست مضامین

استقلال قربانی	۳-۶	محترمہ امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ چوسے برہما۔
تبلیغ احمدیت میں احمدی خواتین کا فرض	۶-۱۴	حضرت مفتی محمد صادق صاحب۔
موجودہ صورت حال	۱۵-۱۷	عبد الرحیم شبلی بی کام کلاسز۔ لاہور۔
عالمگیر کساد بازاری ...	۱۸-۱۹	" " "

Digitized by Khilafat Library

ناظراتِ مصباح کو عیدِ مبارک

Digitized by Khilafat Library

پانچ سو مصباح مفت

یہ ماہِ رمضان کا پرانوار مہینہ ہے۔ جسکی برکات کا سب مومنات کو علم ہے۔ اس مبارک مہینے میں اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کی خاص تاکید ہے۔ اس زمانے میں فی سبیل اللہ انفاق کا یہ طریق نہایت ہی کارآمد ہے۔ کہ اخبار کسی غیر مستطیع خاتون کے نام مفت جاری کرا دیا جائے۔ یا اپنے نام جاری کرا کے پھر اس کو پڑھنے کے لئے عام کر دیا جائے۔ نہ صرف اسکا ثواب ہو گا۔ بلکہ دعوۃ و تبلیغ۔ ہدایت و ارشاد کا فرض بھی ادا ہو گا۔

پھر عید الفطر کی مبارک تقریب ہے۔ جس پر ہر گھر میں زائد خرچ خوشدلی سے کیا جاتا ہے ہم اس موقعہ پر مصباح کی یاد دلاتے ہیں۔ کہ آپ نے جہاں اپنے بچوں کے لئے اپنی بہنوں کے لئے اپنے گھر کے دوسرے افراد کے لئے نئے کپڑے بنوائے ہیں۔ اچھے سے اچھے کھانے کی فکر کی ہے۔ وہاں انکی روحانی و دماغی غذا کی بھی فکر کر دیں۔ اور صرف دو روپے آٹھ آنے اور کم از کم ایک روپیہ (۱۲) خرچ کر کے مصباح ایک سال یا چھ ماہ کے واسطے جاری کرا دیں۔ یا اپنے نام جاری کرا لیں۔ جہاں اور خرچ ہوئے ہیں۔ وہاں ایک معمولی سا یہ خرچ بھی ہو جائے۔ تو کچھ حرج کی بات نہیں۔ بلکہ یہ خرچ تو ایسا ہے۔ کہ اس میں آپ کی اپنی بہبودی ہے۔ کوئی قوم اس زمانے میں ترقی نہیں کر سکتی نہ اپنے ہمعصروں کے ساتھ چل سکتی ہے۔ جبتک اسکا پریس مضبوط نہ ہو۔ مسلمانوں میں خواتین کی حالت پہلے ہی کمزور ہے۔ اگر اب بھی کوئی تدارک نہ کیا جائے۔ تو پھر معاملہ ہاتھ سے نکل جائیگا۔ اور کوئی تدبیر بنائے نہ بنے گی بس چاہیئے۔ کہ آپ اپنے اخبار کو مضبوط کریں، اور ہر گھر میں اسکا پرچہ ضرور خریدا جائے۔ لکھی پڑھی عالمہ بہنیں اسمیں ہر قسم کے مذہبی علمی تمدنی تاریخی۔ معاشرتی مضامین لکھیں۔ غرض اپنا اخبار آپ خود چلائیں۔ اور جس چیز کی ضرورت ہے اور جو کمی باقی ہے۔ اسکو خود پورا کر لیں۔ اسکی آمد آجکل کم ہے، خرچ زیادہ جو بہت نقص کی بات ہے، چاہیئے کہ جو مصباحی بہنیں پہلے مصباح کی خریدار تھیں، اور اب کسی وجہ سے خریدار نہیں رہیں، دوبارہ مصباح اپنے نام جاری کرا لیں ✽

اور اپنے مصباح کو جو پانچ سالہ بچہ ہے یہی عیدی دیں، (۱) ہمتے یاد دہانی کیلئے (۲) پانچسو کی تعداد میں۔ (۳) مصباح کا یہ پرچہ "مفت بطور نمونہ" ان مصباحی

ہم کو بھیجا ہے۔ جو پہلے مصباح کی خریدار تھیں اور اب نہیں ... مبارک مہینے میں ... پہلے پہلے دو روپے آٹھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

مصباح
قادیان دار الامان مورخہ یکم فروری ۱۹۳۲ء

"استقلال قربانی" اور جدّ و جہد کے ثمرات

(از محترمہ امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ چوکسے ہما)

ع۔ کرتی ہوں جمع پھر جگرِ لخت لخت کو۔
عرصہ ہوا ہے دعوتِ مژگاں کئے ہوئے

دراز مصروفیتوں۔ طویل علالتوں۔ اور لمبے تفکرات کے بعد۔ اب جبکہ مجھے ذرا یکسوئی حاصل ہوئی ہے۔ تو سوچا کہ کیوں نہ اس موقعہ کو غنیمت جانتے ہوئے۔ سب سے پہلے اپنے مصباح ہی کی خدمت میں حاضر ہو جاؤں۔ اور پھر اسی سلسلہ میں کچھ نامناسب نہیں کہ اپنی مصباحی بہنوں سے بھی کچھ موافق و ناموافق محل و بے محل دو دو باتیں کر لوں۔ کیونکہ ایسی مجالس تو ہر قسم کے سرد و گرم جذبات کو خیر مقدم کہنے کے لئے ہمہ وقت تیار رہتی ہیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

۲

تو نے دیکھا ہے کبھی؟ اے دیدۂ عبرت! کہ گل۔
خاک میں ملکر نہاں! رنگین قبا کیونکر ہوا۔

آپ کو وہ دن تو خوب یاد ہوں گے۔ کہ جب ازلی۔ فطری۔ اور ابتدائی صداقت (اسلام) کو قبول کر کے اسیر ایمان و ایقان واثق کر لینے کے بعد ان عقید تمندوں کو کیسے کیسے اندوہگیں حالات۔ دردناک واقعات۔ اور دلدوز سانحات سے سامنا کرنا پڑا۔ پھر کیسی کیسی جانبازیوں کے مراحل ان کو طے کرنے پڑے۔ کیسے کیسے خوفناک مصائب میں سے انہیں گزرنا پڑا۔ اور آہ! کیسے کیسے ہمت شکن دریا ان کے راستے میں حائل ہوئے؟؟!۔

مگر! کیا! انکو اِن چیزوں۔ اِن مصائب و آلام اور شدائد نے جادۂ مستقیم سے ہٹایا؟ بلکے استقلال کو ذرہ جنبش دی؟ یا انہیں ان کے مقاصدِ عظمےٰ سے پسپا کیا؟؟.. ۔ قطعاً نہیں! اُف! کس زمانہ میں انہوں نے اپنی قربانیوں کی بنیاد رکھی! اور پھر دیکھئے کہ ان مسلسل قربانیوں کی "لسٹ" کتنی طول و طویل ہے۔ کہ دوسرے دل شائدان کے صرف مطالعہ سے ہی اکتا جائیں۔ مگر ان ایمان محکم کے حاملوں کو وہ قربانیاں نہ تھکا سکیں نہ گھبرا سکیں اور نہ کسی قسم کا اضطراب پیدا کر سکیں۔ اور بالآخر یہ انہیں، مستقل قربانیوں کا معاوضہ تھا۔ کہ اُن بلاکشانِ آلام کا مستقبل قریب ایسا شاندار ہوا جو اپنی نظیر آپ ہی تھا۔

دنیا اس کی دوسری مثال پیش کرنے سے عاجز ہے"

Digitized by Khilafat Library

۳

رحمت اللہ کی اس مردِ خدا پر ہو گی!
کہہ دیا جسنے کہ "اسلام کا غم رکھتا ہوں"

مسلمانوں پر اس شاندار عروج کے بعد پھر ایک زمانہ نہایت بھیانک آیا۔

وہ تاتاریوں کے مظالم کا ہوشربا زمانہ تھا آہ ایسا جگر گداز دور بھی دنیا نے کبھی نہ دیکھا ہو گا۔ اس زمانہ کا ایک ایک واقعہ آج صدیاں گذر جانے پر بھی روح کو تڑپا دینے والا ہے۔ اس کا ایک ایک لفظ آج بھی زہر ہلاہل میں بجھا ہوا محسوس ہوتا ہے۔ اور اس کا ایک ایک باب آج بھی دل کو بیتاب کر کے آنکھوں کو خون گرانے پر مجبور کرتا ہے۔

لیکن ان اشد ترین مظالم کے رونما ہونے پر بھی کہیں یہ حقیقی صداقت (اسلام) دنیا سے گم نہ ہو گئی۔ بلکہ امر واقعہ یوں ہے۔ کہ اُن مظالم نے فرزندانِ اسلام کو اس طرح آبدار کر دیا۔ جس طرح خنجر کی دھار پتھر پر رگڑ کھانے سے چمک پیدا کر لیتی اور تیز ہو جاتی ہے۔

ایک ایک خون کے قطرے نے صدہا فدایانِ اسلام اور ایک ایک پرزے نے لاکھوں جانباز پیدا کر دیئے۔ ظلم و ستم کا نشانہ بن کر فناہ ہو جانیوالی ہستیوں نے اپنے خون سے اسلام کو کئی گنے بڑھکر سرسبز، مستحکم اور مضبوط کر کے دنیا پر ایک دفعہ پھر یہ بات ثابت کر دی کہ مصائب و آلام نہ صداقت کو میٹ سکے نہ میٹ سکتے ہیں۔ اور جو اس کی راہ میں قربان ہوئے۔ ان کا مٹی میں ملجانا فنا ہو جانے کے لئے نہیں۔ بلکہ دائمی بقا کے لئے تھا۔ جس طرح بیج مٹی میں ملکر پھر سرسبز شکل میں ابھرتا اور خوشنما پھول پھل لاتا ہے۔ چنانچہ تاتاریوں نے جنہیں اپنے زعم میں دنیا سے مٹا دیا تھا۔ جن کے مقدس خون سے زمین کا فرش لالہ زار کر دیا تھا۔ تھوڑے ہی عرصہ کے بعد وہی مقدس خون اپنے حسین رنگ و روپ میں شیریں پھلوں کے ساتھ "اسلام زندہ باد" کے بلند شان مظاہروں کے ساتھ دنیا کے سامنے رونق افروز ہوا۔ یعنی انہیں تاتاریوں کی نسل اسلام کی کھلی صداقت کی قائل ہو گئی۔ بادشاہ اور حکام اسکے گرویدہ و شیدا بن گئے۔ اس کے قدموں پر جھکنا اپنے لئے باعثِ صد تفخر" سمجھنے ہوئے۔ اس کے عاشق جانباز بن کر دنیا کو بتلا گئے۔ کہ قربانیاں کبھی شیریں ثمرات سے خالی نہیں۔ اور ان کا جو شائقین قربانی ہیں۔ ہمیشہ ہمیش کے لئے حوصلہ وسیع کر گئے۔

یعنی ہاں بڑھو بے خوف و خطر بڑھو اسلام پر آنے والے مصائب کے سامنے سینہ سپر ہو جاؤ دل میں کوئی خدشہ محسوس نہ کرو۔ یہ حق الیقین ہے کہ تمہاری قربانیوں تمہارے ایثاروں کے ثمر نہایت رنگین اور آبدار ہوں گے +

۴

جب تلک تدبیر پنجہ کش نہ ہو تقدیر سے
آرزو بے فائدہ ہے التجا بے سود ہے

سلطنتِ مغلیہ کے بانی شہنشاہ بابر سے آپ پوری طرح واقف ہیں۔ اس بادشاہ نے مستقل مزاجی سے جدوجہد کا جو سبق دنیا کے سامنے پیش کیا ہے۔ وہ اس قابل ہے۔ کہ اسے اپنا حرزِ جاں بنایا جائے۔ یہ اولوالعزم اور مستقل مزاج بادشاہ اپنی عمر کے انیسویں (۱۹) سال میں جدوجہد سلطنت میں الجھا جو اسّی (۸۰) سال عمر پائی جسمیں صرف آخری پانچ سال ہندوستان کی حکومت میں قدرے اطمینان سے گزرے۔ ان کا خود اپنا بیان ہے۔ کہ "مجھے انیس (۱۹) برس کے بعد سے اسّی برس کی عمر تک کبھی بھی ایک مقام پر دو عید الفطر گزارنی نصیب نہیں ہوئیں" گویا اسقدر شدید جدوجہد رہی کہ کسی ایک مقام پر کامل ایک سال قیام کا موقعہ میسر نہیں آیا۔

جائے غور ہے۔ کہ اکاسٹھ سال کا طویل زمانہ اُف! اتنی شدید محنت واقعی اسی فیصلے کی مستحق تھی۔ کہ آخر عظیم الشان اور دیرپا حکومت قائم ہو کر اس عزم بالجزم کا معاوضہ دیا جاتا۔ اور اسی طرح ہوا۔ یہ بھی استقلال کے ثمرات کی ایک بہترین مثال ہمارے سامنے ہے۔ اگر ہم اس سے مستفید ہونا چاہیں

۵

پختہ تر ہے گردشِ پیہم سے جامِ زندگی
ہے یہی اے بے خبر رازِ دوامِ زندگی

روزمرہ کے معمولی تجربات بھی اس حقیقت کو بے نقاب کر چکے ہیں۔ کہ کوئی سا مقصد ہو اس کا حصول بجز محنت و کاوش بالکل ناممکن ہے۔ اور کسی بھی ریاضِ تمنا کو ہم صرف "آج" کی محنت سے سرسبز نہیں کر سکتے۔ بلکہ ہمیں کامیاب ہونے کے لئے ایک مسلسل اور ان تھک محنت کرنی ہوگی؛ اگر ہم اس قاعدہ کلیہ سے اتفاق کر کے بلند ہمتی سے کام کرنا شروع کر دیں۔ تو زمانۂ موجودہ کی پرشد اندھیاں جو بے تحاشا اُمڈ رہی ہیں۔ تہس نہس ہو سکتی ہیں۔ مگر شرط یہی ہے۔ کہ اسلاف کے ان سنہری کارناموں کو ہم اپنا شعار بنالیں۔ ہمارا ہر لمحہ بڑی سے بڑی قربانیاں کرنے پر نہ صرف تیار بلکہ عملی میدان میں سرگرم رہے تو اُن مقاصد کو پالینا جو ہماری دلی مرادیں بن کر قلب کی گہرائیوں میں مچل رہے ہیں۔ کچھ دشوار نہیں۔

خلاصہ کلام یہ کہ ہمیں اسوقت استقلال کے ساتھ باقاعدہ اور عظیم الشان قربانیوں کی ضرورت ہے۔ اور اسی میں ہماری کامیابی و کامرانی مضمر ہے۔ یہ معمولی رفتار فی زمانہ بہت ہی ناکافی ہے۔

جب دنیا میں قربانیاں شاذ شاذ تھیں۔ جب عام قلوب غفلتوں کے جام چڑھائے ہوئے تھے۔ جب موقعہ کی قدر و قیمت کوئی جانتا نہ تھا۔ تو ہو سکتا تھا۔ کہ اسوقت ہماری یہ دھیمی رفتار اور سُست عمل ایک نمایاں حیثیت پالیتے۔ مگر اسوقت تو زمانہ اس کے بالکل برعکس ہے۔ ہر ایک فرد بشر غیر معمولی تیز رفتاری کو معمول بنائے ہوئے ہے۔ جانی اور مالی کسی قسم کی قربانی سے نہ کوئی دریغ ہے نہ پہلوتہی۔

Digitized by Khilafat Library

سمجھنے کہ وہ اقوام جو صدیوں سے بخت خفتہ کی طرح محوِ خواب تھیں ۔ جنہیں سنگین دلوں نے دائرہ انسانیت سے بھی خارج قرار دے رکھا تھا ۔ آج وہ بھی ہوشمندی کے ساتھ سب سے پیش پیش ہیں ۔ تو ایسے زمانہ میں ہماری موجودہ سرگرمیاں جو کسی طرح آٹے میں نمک کے برابر بھی حقیقت نہیں رکھ سکتیں ۔ کہاں قابلِ زمانہ ہو سکتی ہیں ۔

بس احمدی خواتین !! آپ سے دردمندانہ اپیل ہے ۔ کہ خدارا اپنی توجہ کو اس طرف حقیقی اور عملی طور پر مبذول کریں ۔ جن کی ہم نام لیوا ہیں جن کی ذات پر ہمیں بجا طور پر فخر و ناز ہے ۔ ان کے کارنامے ان کے پاکیزہ جذبات اور ان کے ایثار کا مطالعہ فرمائیں ۔ اور پھر مقابلہ کریں کہ آہ ہم ان کی گرد کو بھی نہیں پہنچتیں ۔

زمانہ ہم کو نہیں آئین پر چلنے سے کامیابی تک پہنچائے گا ۔ جو قاعدہ کلیہ بن چکے ہیں ۔ اور جن پر چل کر ہی ترقی کی راہیں کشادہ ہوئی ہیں ۔ آج ہمارے بدلنے سے ہماری سستیوں سے یا سہل انگاریوں سے زمانہ چشم پوشی نہ کر سکے گا ۔ اور نہ ہی اپنے مستقل پرانے طریق کو بدل دے گا ۔ یاد رکھئے ہمیں بھی اس کے مطابق ہو کر چلنا ہے ۔

مسلّم ہستی سینہ را از آرزو آباد دار
ہر زماں پیشِ نظر، لایخلف المیعاد دار

تبلیغ احمدیت میں احمدی خواتین کا فرض

مندرجہ ذیل وہ لیکچر ہے جو حضرت مفتی محمد صادق صاحب نے جلسہ سالانہ خواتین جماعت احمدیہ میں دیا ۔ (ایڈیٹر)

عورتوں کے متعلق غلط خیالات

یورپ اور امریکہ کو تبلیغ کرنے میں جو تجربات ہمیں حاصل ہوئے ۔ ان میں سے قابلِ ذکر ایک یہ بات بھی ہے کہ عیسائی دنیا میں عام طور پر یہ خیال پھیلا ہوا ہے ۔ کہ مذہب اسلام کے مطابق عورتوں میں کوئی ایسی روح نہیں ہوتی ۔ جو بعد وفات جسم عنصری قائم اور زندہ رہے اور داخلِ جنت یا جہنم ہو ۔ اس غلط بات کی ذمہ داری دراصل عیسائی مشنریوں اور پادریوں کی گردن پر ہے ، جو ہندوستان اور دیگر ایشیائی ممالک میں کچھ عرصہ رہ کر واپسی پر اپنے وطن میں مشن کے واسطے چندہ فراہم کرنے کی غرض سے اہلِ ایشیاء کے متعلق قابلِ نفرت امور کا پراپیگنڈا کرتے ہیں لیکن اس میں بھی شک نہیں ۔ کہ حالاتِ حاضرہ کے ماتحت خود مسلم فرد بھی ایک حد تک ان غلط خیالات کے واسطے ذمہ وار ہیں ۔

مسٹر برسبین

امریکہ میں ایک مشہور اخبار نویس ہے جو روزانہ اخبار کے ایک کالم کے لکھنے کے واسطے ایک ہزار

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روپے لیتے ہیں۔ اور ان کا وہ مضمون ملک کے مختلف شہروں میں فوراً بذریعہ تار بھیج دیا جاتا ہے۔ باوجود دنیوی معلومات کا ایک بڑا عالم اور لائق مضمون نویس ہونیکے اس نے بھی ایک دفعہ اپنے ایک مضمون میں یہ بات لکھکر شائع کی تھی۔ کہ مسلمانوں میں عورتوں میں کوئی روح نہیں سمجھی گئی۔ اس واسطے عورتوں کو کوئی تعلیم نہیں دیجاتی اور انہیں گھر میں اس طرح رکھا جاتا ہے۔ جیسا کہ بلّی بکری یا گائے جنہیں لوگ اپنی دل لگی کے واسطے یا دودھ دہی حاصل کرنے کے لئے پرورش کرتے ہیں۔ میں اسوقت شنگاگو میں تھا۔ اور اخبار پڑھ کر مینے انہیں ایک خط لکھا۔ اور خود عیسائی محققین کی کتب کے حوالے دیئے اور ایک کتاب بھی انہیں بھیجی۔ جس میں اس غلط خیال کی دلائل کے ساتھ تردید کی گئی ہے۔

کیا عورت صرف مشین ہے

امریکہ میں ایک لیڈی مس زک ہے ہمارے لیکچروں میں آیا کرتی تھی اور اب بھی میرے ساتھ خط و کتابت رکھتی ہے۔ اس نے ایک دفعہ جبکہ عورتوں کے حقوق پر بحث ہو رہی تھی۔ کہا "مرد تو یہ خیال کرتے ہیں۔ کہ عورتیں صرف بچے جنانے کی مشین ہیں"۔ مینے کہا یہ تو غلط ہے۔ ہم ایسا نہیں کہتے۔ بلکہ ہمارے ہاں عورتیں تمام دینی اور ضروری دنیوی کاموں میں حصہ لیتی ہیں۔ لیکن اس میں بھی شک نہیں کہ بچہ جنانے کی صرف ایک ہی مشین اللہ تعالےٰ نے بنائی ہے۔ اور اس فرض کی ادائیگی سے انکار گناہ ہے۔

ایک عیسائی لیڈی سے مباحثہ

ایسا ہی ایک دفعہ ۱۹۱۰ء کے قریب کا واقعہ ہے۔ جبکہ عہد خلافت حضرت نورالدین اعظم رضی اللہ عنہ میں عاجز بہمراہی حضرت مولنا سید محمد سرور شاہ صاحب تبلیغ کے واسطے بہار بھیجا گیا۔ تو بھاگلپور میں ایک مسلمان بیرسٹر صاحب نے ہماری دعوت کی ان کی بیوی ایک یورپین خاتون عیسائی تھی۔ کھانے کی میز پر جب اس کے ساتھ مذہبی گفتگو ہوئی۔ تو وہ ایک انگریزی کتاب اٹھا لائیں۔ اور ہمیں پڑھکر سنانے لگیں۔ اس میں یہی بات لکھی تھی۔ کہ دین اسلام میں عورتوں میں کوئی روح نہیں ہوتی۔ اس واسطے ان کو تعلیم نہیں دیجاتی۔ مینے انہیں جواب میں کہا۔ کہ کیا آپ پسند کریں گی۔ کہ میں عیسائیت کے متعلق کسی یہودی عالم کی کتاب پڑھ کر آپ کو سناؤں۔ وہ کہنے لگیں۔ کہ عیسائی مذہب کے متعلق کسی یہودی کی تصنیف کیونکر قابلِ اعتبار ہو سکتی ہے۔ مینے کہا۔ اگر عیسائی دین کے متعلق یہودی عالم کی تحریر سے سند حاصل نہیں کیجا سکتی تو دین اسلام کے متعلق ایک عیسائی پادری کی کتاب پڑھکر سنانے کا کیا فائدہ۔ اسپر وہ لاجواب ہو کر جھینپیں اور اس کتاب کو جو وہ لائی تھیں اپنی کرسی کے پیچھے فرش پر پھینک دیا۔ اور کہا کہ اچھا پھر آپ اس کے خلاف کوئی ثبوت پیش کریں۔

دینیات میں مرد اور عورت کی مساوات

تب مینے قرآن شریف کی یہ آیت پڑھکر اور ترجمہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کر کے انہیں سنائی :-

اِنَّ الْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمٰتِ وَالْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ وَالْقٰنِتِیْنَ وَالْقٰنِتٰتِ وَالصّٰدِقِیْنَ وَالصّٰدِقٰتِ وَالصّٰبِرِیْنَ وَالصّٰبِرٰتِ وَالْخٰشِعِیْنَ وَالْخٰشِعٰتِ وَالْمُتَصَدِّقِیْنَ الْمُتَصَدِّقٰتِ وَالصّٰٓئِمِیْنَ ۔ وَالصّٰٓئِمٰتِ وَالْحٰفِظِیْنَ فُرُوْجَهُمْ وَالْحٰفِظٰتِ وَالذّٰكِرِیْنَ اللّٰهَ كَثِیْرًا وَّالذّٰكِرٰتِ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِیْمًا ۔

اس آیت شریف میں مردوں کے ساتھ عورتوں کا ذکر ہے۔ بے شک مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں۔ اور ایمان والے مرد اور ایمان والی عورتیں۔ اور دعا کرنیوالے مرد اور دعا کرنے والی عورتیں۔ اور سچ بولنے والے مرد اور سچ بولنے والی عورتیں۔ اور صبر کرنے والے مرد اور صبر کرنے والی عورتیں۔ اور عاجزی کرنے والے مرد اور عاجزی کرنے والی عورتیں۔ اور خیرات دینے والے مرد اور خیرات دینے والی عورتیں۔ اور روزہ رکھنے والے مرد اور روزہ رکھنے والی عورتیں۔ اور اپنے بدن کی حفاظت کرنے والے مرد۔ اور اپنے بدن کی حفاظت کرنے والی عورتیں۔ اور اللہ کو بہت یاد کرنے والے مرد اور اللہ کو بہت یاد کرنے والی عورتیں۔ طیار کیا ہے اللہ تعالےٰ نے ان سب کے لئے بخشش اور بڑا ثواب۔ (سورۂ احزاب آیت ۳۵)

اور بیان کیا کہ اس آیت سے ظاہر ہے۔ کہ دین اسلام کے مطابق ترقیات روحانی اور حصول مدارج کے واسطے اللہ تعالےٰ نے مرد اور عورت کو یکساں قوانین عطاء کئے ہیں۔ اور اگر عورتیں سعی کریں۔ تو وہ روحانی علوم کے حاصل کرنے میں اور سلوک کے منازل طے کرنے میں بعض مردوں سے بھی بڑھ سکتی ہیں۔ چنانچہ اسکی مثالیں تاریخ اسلام میں برابر ملتی ہیں +

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا

سب سے اوّل حضرت عائشہ کی مثال ہے۔ کہ تمام فقہاء اور علماء اہلِ اسلام اس رائے پر متفق ہیں۔ کہ مسلمانوں کو دین کا تیسرا حصّہ جنابہ عائشہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا سے حاصل ہوا۔ انہوں نے حضرت رسول پاک محمد صلعم مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پاک مجالس سے حاصل کئے ہوئے علوم اور یقین اور معرفت کے حقائق و دقائق امت کے اصحاب اور صحابیات کو سکھائے۔ اور اپنے عملی نمونہ سے اوروں کو نیکی اور تقوی اور طہارت کی راہوں پر چلایا۔ لوگ گروہ در گروہ دین سیکھنے کے واسطے آپکی خدمت میں حاضر ہوتے۔ اور فیض یاب ہو کر واپس جاتے۔

حضرت رابعہ رضی اللہ عنہا بصری

ایسا ہی اولیائے اسلام میں حضرت رابعہ بصری بالخصوص قابلِ ذکر ہیں۔ جن سے روحانی فیض حاصل کرنے کے واسطے اس زمانہ کے بڑے بڑے صوفی ان کی خدمت میں حاضر ہوتے۔ اور اقرار کرتے کہ تقوی کی باریک راہوں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پر چلنے کے واسطے ہمیں جو علمی سبق رابعہ سے حاصل ہوتے ہیں وہ دوسری جگہ حاصل نہیں ہو سکتے۔ علمی فضیلت کی وجہ سے ان کا نام "تاج الرجال" مشہور ہو گیا تھا۔ اور ظاہری اور باطنی خوبیوں کے سبب سے ان کا لقب اُمّ الخیر پڑ گیا تھا۔

اسلام میں پہلی شہیدہ

آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحابیات میں ایک صحابیہ حضرت سمیہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا حضرت عمار رضی اللہ عنہ کی والدہ تھیں۔ ایک دن کفار نے حسب عادت ان کو لوہے کی زرہ پہنا کر دھوپ میں لٹا دیا تھا۔ اسی حالت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وہاں سے گذر ہوا۔ تو حضور نے سمیہ کو فرمایا۔ کہ صبر کرو۔ تمہارا ٹھکانا جنت میں ہے۔ لیکن کفار کو اس عذاب دہی پر بھی تسکین نہ ہوئی۔ اور ابو جہل نے انکو برچھی مار کر شہید کر دیا۔ چنانچہ اسلام میں سب سے پہلے اسی خاتون کو شہادت کا شرف حاصل ہوا۔

شہادت کی فضیلت

اس سے بڑھکر کسی کے صدق اور اخلاص کا اور اس کے دین و مذہب کی سچائی کا کیا ثبوت ہو سکتا ہے۔ کہ کوئی شخص اپنے دین کی خاطر اپنی جان بھی قربان کر دے۔ اور اس پر قائم رہے۔ رسول پاک حضرت محمد مصطفےٰ کے زمانہ میں اور آپ کے بعد کی اسلامی تاریخ میں بہت سے قابل فخر کارنامے ان بزرگ عورتوں کے ہوئے۔ جنہوں نے دین کی خاطر اپنی جانوں کو خوشی سے دیدیا۔ اور میں یقین واثق سے کہتا ہوں۔ کہ اگر ضرورت ہو تو احمدی خواتین بھی اپنی جانیں دیدینے سے ہرگز دریغ نہ کریں گی۔

حضرت ام شریک

ایسا ہی صحابیہ حضرت ام شریک رضی اللہ عنہا کا ذکر ہے۔ کہ جب وہ ایمان لائیں تو ان کے عزیز و اقارب[1] نے ان کو دھوپ میں لیجا کر کھڑا کر دیا۔ اس حالت میں روٹی کے ساتھ شہد جیسی گرم چیز کھلاتے تھے۔ اور پانی نہیں پلاتے تھے۔ جب اس طرح تین دن گزر گئے تو ظالموں نے کہا۔ کہ جس مذہب پر تم ہو۔ اب اس کو چھوڑ دو۔ وہ اسقدر بدحواس ہو گئی تھیں۔ کہ ان جملوں کا مطلب نہ سمجھ سکیں۔ اب ان لوگوں نے آسمان کیطرف انگلی اٹھا کر بتایا۔ تو سمجھیں۔ کہ ان لوگوں کا یہ مقصد ہے۔ کہ میں توحید سے انکار کروں تب بولیں خدا کی قسم میں تو اس عقیدہ پر قائم ہوں۔

زوجہ خبیب

صرف یہی نہیں کہ صحابیات نے دین کی خاطر کفار سے دکھ اٹھائے بلکہ انہوں نے عملی رنگ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی متابعت کا پورے طور پر عملی نمونہ دکھایا۔ چنانچہ لکھا ہے۔ کہ انصار کا یہ معمول تھا۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضامندی جانے بغیر اپنی لڑکیوں کی شادی نہیں کرتے تھے۔ ایک دن آپ نے ایک انصاری سے فرمایا۔ تم اپنی لڑکی کو میرے سپرد کر دو۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

[1] طبقات ابن سعد تذکرہ ام شریک

وہ بہت خوش ہوئے۔ تو حضور نے فرمایا۔ میں اپنے لئے نہیں۔ بلکہ خبیب کے لئے یہ پیغام دیتا ہوں۔ خبیب ایک ظریف الطبع صحابی تھے۔ جوانی میں ہی ظرافت اور مذاق کی باتیں کیا کرتے تھے۔ اسلئے بعض صحابہ اسے ناپسند کرتے تھے۔ انہوں نے خبیب کا نام سنا تو عرض کیا۔ کہ اچھا لڑکی کی ماں سے مشورہ کروں گا۔ جب اس نے گھر میں جاکر ذکر کیا۔ تو لڑکی کی ماں نے انکار کر دیا۔ اتفاق سے لڑکی بھی سن رہی تھی وہ بول پڑی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بات نامنظور نہیں کیجا سکتی۔ تم بے شک خبیب سے میرا نکاح کر دو۔ خدا مجھے کبھی ضائع نہ کرے گا۔[1] میں سمجھتا ہوں۔ اس لڑکی کا ایمان قابلِ رشک تھا۔ اور اخلاص کا ایک قابل قدر نمونہ تھا۔ ایسا ہی اسلام میں صحابیات میں اور بعد میں بے شمار ایسی مثالیں ہیں۔ کہ عورتوں نے ایام جنگ میں اور ایام صلح میں مردوں کے برابر بلکہ بعض حالات میں مردوں سے بڑھکر خدمات دینی سرانجام دیں۔ اور علمی اور عملی میدانوں میں ہمیشہ مردوں کے دوش بدوش کام کیا۔ اس وقت دنیا میں تقریباً چالیس کروڑ مسلمان ہیں۔ لیکن دنیائے نسواں کو اس بات کا ہمیشہ فخر رہے گا۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعوت حق کو تمام انسانوں میں سے جس نے سب سے پہلے لبیک کہا۔ وہ ایک نہایت عاقلہ اور فاضلہ خاتون خدیجہ نام تھیں۔ جن کے ظاہری و باطنی کمالات کے سبب اسلام لانے سے پہلے ہی ان کا لقب طاہرہ پڑ گیا تھا۔ ام یحیٰ ایک عورت تھیں۔ جو ہر بات کا جواب قرآن شریف کے الفاظ میں دیا کرتی تھیں۔ ام علقمہ ایک عورت تھیں جو جنگ کے وقت تلوار کے سائے میں بھی مسکراتی تھیں۔ تاریخ اسلام سے ظاہر ہے۔ کہ غزوات نبی میں خواتین زخمیوں کی تیمارداری کرتیں۔ مجروحین کو میدانِ جنگ سے اٹھالاتی تھیں۔ مردوں کی ہمت بڑھاتی تھیں کھانے کا انتظام کرتی تھیں۔ قبریں کھودتی تھیں۔ اور موقع ملنے پر خود شمشیر بکف ہو کر لڑتی تھیں۔ جنگ صلیبی کی یورپین حملہ آوروں نے جب بیت المقدس کا محاصرہ کیا۔ تو کچھ عورتیں ہی تھیں۔ جو خدا کے راہ میں اٹھ کھڑی ہوئیں اور حملوں کو روکتی رہیں۔ گذشتہ جنگ یورپ کے دوران میں ترکی خواتین نے خاص جرأت و پامردی کا اظہار کیا۔ ترکی عورتوں کی ایک پوری رجمنٹ مرتب کی گئی جس کی کمان افسر بھی ایک عورت تھی۔

احمدیہ عورتوں کا ذکر

یہ تو اولیں سابقین کا ذکر ہوا۔ خود زمانہ حال میں احمدی بی بیوں میں اس کی مثالیں موجود ہیں۔ خود حضرت ام المومنین کو دیکھو کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہر تبلیغی سفر میں حضور کے ہمراہ رہتیں۔ اور سفروں کی تکالیف برداشت کرتیں۔ اور جب حضور کی علماء کیطرف سے اور عوام کالانعام کی طرف سے بڑی بڑی مخالفتیں ہوتیں تو حضرت ام المومنین

Digitized by Khilafat Library Rabwah

[1] مسند جلد ۴ صفحہ ۴۲۴

کی ہمدردی اور وفادارانہ رفاقت اور خدمت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے واسطے نہایت تسکین اور اطمینان کا موجب ہوتی۔ بعض دفعہ تبلیغی ضرورتوں کے واسطے مہمانوں کی خاطر حضرت ام المومنین اپنا سارا زیور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں پیش کر دیتیں۔ اور دینی مہمانوں کو اپنے مکانات میں جگہ دینے کے واسطے نہایت تنگی اور تکلیف میں گذارہ کرتیں۔ اور اپنے ہاتھ سے مہمانوں کے واسطے کھانا طیار کرتیں۔ اور ان کے واسطے آرام کے سامان بہم پہنچاتیں۔ ایسا ہی سلسلہ میں بہت سی عورتیں ایسی ہو چکی ہیں۔ جو تبلیغی کاموں میں پرجوش حصہ لیتیں۔ چندے کرتیں۔ جلسوں کے انتظام کرتیں۔ مختلف شہروں میں ایسی احمدی عورتیں موجود ہیں جنہوں نے احمدیت کی خاطر اپنے خاوندوں اور رشتہ داروں سے بڑے بڑے دکھ اٹھائے۔ مگر اپنے ایمان پر قائم رہیں۔ اور ہر ایک تکلیف کو خوشی سے برداشت کیا۔

بنت رسول حضرت مبارکہ بیگم صاحبہ کبھی کسی موقعہ تبلیغ کو ہاتھ سے نہیں جانے دیتیں۔ مجھے شملہ میں اپنی بیوی "لیڈی ہدائت" سے معلوم ہوا کہ جب معزز خواتین ان کے ہاں کسی تقریب پر آتی ہیں۔ تو وہ ان سب کو جوش کے ساتھ احمدیت کی تبلیغ کرتی ہیں۔

عورتوں کی خدمات کے ان چند نمونوں کے ذکر کے بعد اب میں بیان کرتا ہوں کہ:۔

احمدی عورتیں تبلیغ میں کیا حصہ لے سکتی ہیں؟

میرے خیال میں سب سے پہلی تبلیغ تو یہی ہے۔ کہ وہ خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے احکام پر پورے طور سے عمل کر کے ایک نمونہ قائم کریں۔ کہ حقیقی اسلام یعنی احمدیت کیا چیز ہے تاکہ دیکھنے والے اس امر کو محسوس کریں۔ کہ احمدی مرد اور عورتیں بلحاظ روحانیت۔ اخلاق۔ معاملات۔ عبادات اور حسن تعلقات کے اوروں سے بڑھے ہوئے ہیں۔ میں نے اپنے سفروں میں اس امر کا مشاہدہ کیا ہے۔ کہ بہتوں کے واسطے صرف کسی احمدی کا حسن اخلاق اور نیک ہونا ہی احمدیت میں داخل ہونے کا موجب ہو گیا۔ انگریزی میں ایک ضرب المثل ہے:۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جسکے معنی ہیں "مسائل سنانے سے یہ بہتر ہے کہ نمونہ دکھایا جائے"۔ پس سب سے اوّل احمدی عورتوں کے واسطے یہ لازم ہے۔ کہ وہ اپنے حسن اخلاق کا ایسا اچھا نمونہ دکھائیں جس سے غیر احمدی خواتین گرویدہ ہو جائیں۔ اور انہیں اقرار کرنا پڑے۔ کہ خدا کی عبادت کرنے میں مخلوق پر شفقت کرنے میں۔ درگذر اور معاف کرنے میں۔ فیاضی میں کسی کا گلہ نہ کرنے میں کسی کا حق نہ مارنے میں سچ بولنے میں۔ صلح کرانے میں۔ مسافر اور بیمار اور غریب کی خدمت کرنے میں۔ بڑوں کی تعظیم اور ادب کرنے میں۔ چھوٹوں پر رحم کرنے میں۔

بہو کے پیاسے کی خدمت کرنے میں۔ساس کا بہو کے ساتھ چشم پوشی اور نیک سلوک کے ساتھ پیش آنے میں اپنی ضرورتوں میں چندہ دینے میں۔غرض تمام بھلائی کے کاموں میں احمدی عورتیں دوسروں سے فوقیت رکھتی ہیں۔یہ عملی زندگی بجائے خود ایک بڑی تبلیغ ہے۔

دوسرا امر جو عورتوں کیطرف سے امداد تبلیغ کے واسطے مفید ہو سکتا ہے۔وہ یہ ہے۔کہ عورتیں ہر شہر اور قصبہ اور گاؤں میں عورتوں کی انجمنیں بنائیں جو لجنہ قادیان کی شاخیں ہوں۔اور ان کے ذریعہ سے جلسوں اور لیکچروں۔اور لائبریریوں کا انتظام کیا جائے۔جہاں مختلف عورتیں الگ الگ مصباح اور الفضل اور سلسلہ کے دیگر اخبارات نہ منگوا سکتی ہوں۔وہاں لجنہ اکٹھے چندے سے اخبارات منگوا لیا کرے۔جو بی بیاں پڑھنا لکھنا جانتی ہیں۔وہ اوروں کو جو ان پڑھ ہیں۔کتابیں اور اخباریں سنایا کریں۔اور چندوں کی تحریک کیا کریں۔

(۳) تیسری بات یہ ہے۔کہ عورتیں اپنے مال میں سے تبلیغی ضرورتوں کے واسطے چندہ جمع کیا کریں۔اور ماہواری چندوں میں باقاعدگی سے حصہ لیں۔اور اس امر کی نگرانی کریں۔کہ احمدی عورتوں میں سے کون چندہ دیتی ہے۔اور کون نہیں دیتی۔اور جو نہ دیتی ہو۔اُسے بھی چندہ دینے کی تحریک کرتی رہیں۔

چوتھی بات۔جس کیطرف میں خصوصیت سے توجہ دلانا چاہتا ہوں۔یہ ہے۔کہ بعض ہمارے احمدی بھائی ایسے ہیں۔کہ وہ خود بہت ہی مخلص ہیں۔لیکن ان کی بیویاں سلسلہ میں داخل نہیں۔اور اپنے غیر احمدی رشتہ داروں کے زیر اثر احمدیت سے متنفر ہیں۔احمدی عورتوں کو چاہیئے۔کہ ایسی عورتوں کے ساتھ تعلقات محبت بڑھا کر انہیں تدبیر کے ساتھ احمدیت میں جذب کریں۔ورنہ خطرہ ہے کہ ایک گھرانا معہ بچوں کے غیر احمدیوں میں جذب ہو جائے۔بے شک یہ ایک مشکل کام ہے۔کہ جو شخص ہم سے نفرت کرتا ہو۔اس سے ملیں۔اور محبت کریں۔لیکن حسن اخلاق اور حوصلہ کے ساتھ کام کرنے سے دشمن بھی دوست ہو جاتے ہیں۔

پانچویں تجویز یہ ہے۔کہ عورتیں اپنی واقف عورتوں میں بر وقت ملاقات کچھ سلسلہ کا ذکر اور قادیان کے حالات وقتاً فوقتاً بیان کیا کریں۔اور محبت اور نرمی کے طریق سے اسلام اور احمدیت کی خوبیاں اوروں کے سامنے پیش کرتی رہیں۔جس سے ان کو ہمارے سلسلہ کے متعلق واقفیت ہوتی رہے۔تھوڑی تھوڑی ہمیشہ کرتے رہنا ایسی ہوتی ہے۔جیسا کہ کوئی آدمی چند پیسے روز جمع کرتا ہے۔تو چند سال میں سینکڑوں روپے بن جاتے ہیں +

(۶) جن بی بیوں کے مرد تبلیغ کے واسطے باہر بھیجے جاتے ہیں۔اور وہ صبر و استقلال کے ساتھ اس جدائی کو برداشت کرتی ہیں۔میرے خیال میں وہ بیبیاں بھی دراصل تبلیغی کام میں ایک بڑی مدد کر رہی ہوتی ہیں۔ایسی بیبیاں قابل قدر ہیں۔اللہ تعالےٰ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

انہیں جزائے خیر دے۔

جماعت کی عورتوں کو چاہئے ۔کہ ایسی بیبیوں کی قدر کریں۔ اور ان کی قربانی کے سبب ان کی عزت کریں۔ جیساکہ اسوقت ہمارے مکرم دوست خانصاحب فرزند علی خان صاحب کی بیبیاں ہیں۔ اور مولوی رحمت علی صاحب کی بیوی۔ اور ابوالعطاء مولوی اللہ دتا صاحب کی بیوی اور مولوی صوفی عبدالقدیر صاحب بی۔اے کی بیوی۔ اور مولوی غلام احمد صاحب مجاہد کی بیوی۔ اور مولوی یار محمد صاحب کی بیوی۔ اور مولوی عبدالغفور صاحب کی بیوی۔ اور مولوی محمد ابراہیم صاحب بقاپوری کی بیوی اور دیگر مبلغین اور واعظین کی بیبیاں۔ جو اس وجہ سے کئی طرح کی تکالیف بخوشی برداشت کر رہی ہیں۔ کہ ان کے خاوند تبلیغی کاموں کے واسطے باہر گئے ہوئے ہیں۔

(۷) احمدی بیبیاں تبلیغی کام میں اس طرح بھی امداد کر سکتی ہیں۔ کہ غیر ممالک میں جو عورتیں دین اسلام کو قبول کریں۔ وہ ان کے ساتھ خط و کتابت کریں۔ اور ان کے اسلامی معلومات کو بڑھائیں۔ اور ان کیساتھ تعلق محبت کو بڑھائیں۔ تاکہ انہیں محسوس ہو۔ کہ وہ ایک بڑی برادری کی ممبر ہیں۔ جو اسلامی محبت کے سبب سب آپس میں ایک ہیں۔ جو خواتین اس خدمت کو سرانجام دینا چاہیں۔ وہ ہمارے مبلغین انگلینڈ اور امریکہ سے خط و کتابت کے واسطے نام اور پتے منگوا سکتی ہیں۔ تھوڑے ہی دن ہوئے ہمارے امریکن مبلغ صوفی مطیع الرحمٰن بنگالی صاحب نے چند ایک پتے میری بیوی کو بھیجے تھے۔ اور وہ ان کے ساتھ تبلیغی خط و کتابت کر رہی ہے۔

احمدیہ خواتین کو اس امر کے واسطے بھی طیار ہونا چاہیئے۔ کہ وہ تبلیغی کاموں کے واسطے خود باہر نکلیں اور غیر ممالک میں جاکر تبلیغ کریں۔ کیونکہ بہت سے مواقع تبلیغ کے ایسے ہوتے ہیں۔ جن میں ایک مرد کی تبلیغ اتنا اثر نہیں کر سکتی۔ جتنا ایک عورت کی تبلیغ کر سکتی ہے۔ خواہ اس دینی کام کے واسطے غیر ممالک کے حالات کے لحاظ سے پردہ کو چھوڑنا پڑے۔ تو جیسا بعض زراعت پیشہ یا تجارت کرنے والی عورتوں کو مجبوراً پردہ سے باہر ہونا پڑتا ہے۔ ایسا ہی دینی ضرورت کے واسطے یہ جائز ہے۔ کہ ایک عورت یورپ امریکہ میں تبلیغ کے کام کے واسطے جائے۔ اور اس ملک کے تمدن کے مطابق اپنی رہائش اختیار کرے یعنے ممالک مغربیہ کی تبلیغ میں یہ تجربہ کیا ہے۔ کہ عورتوں کا تبلیغی کام بہت مؤثر ہوتا ہے۔ چنانچہ چند نومسلمہ لیڈیوں نے اس میں میری بہت مدد کی۔ جن میں سے ایک میڈم رحمتہ اللہ ہیں۔

میڈم رحمتہ اللہ

جب میں امریکہ میں تھا۔ تو وہاں یہ لیڈی مسلمان ہوکر اور اسلامی تعلیم حاصل کر کے تبلیغ کے کام میں میری امداد کرنے لگی۔ رفتہ رفتہ وہ اسلام پر بہت عمدگی سے لیکچر دینے لگی اور ہمارے رسالہ مسلم سن رائز [؟] شمس الاسلام میں اس کے مضامین شائع ہونے لگے۔ چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کی نظم نوجوانوں کو خطاب کا اس نے انگریزی نظم میں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ترجمہ کیا تھا۔ جسکا پہلا شعر یہ ہے:۔

نونہالانِ جماعت مجھے کچھ کہنا ہے
پر ہے یہ شرط کہ ضائع میرا پیغام نہ ہو،

اور بہت سے مرد اور عورتیں اس کی تبلیغ کے ذریعہ سے داخلِ اسلام ہوئے۔ اس کا پہلا نام مسز گاربر تھا۔ مگر ایک شب اس کے لئے میری زبان پر یہ نام جاری ہوا۔ "رحمتہ اللہ" اس وقت وہ شادی شدہ نہ تھی۔ مگر بعد میں ایک احمدی عرب کے ساتھ اس کی شادی کردی گئی۔ جسکا نام "طہٰ مصطفےٰ" ہے یہ لیڈی اب تک امریکہ میں ہے۔ اور تبلیغی کاموں میں دلچسپیاں لیتی ہیں۔

ایسا ہی شہر شکاگو میں چند ایک لیڈیاں تھیں جو ہر ہفتے ہمارے جلسہ کا انتظام کرتی تھیں۔ جلسہ پر آنے والوں کے واسطے چائے طیار کرتی تھیں۔ مکان صاف کرتی تھیں۔ کرسیاں بچھاتی تھیں۔ اور محلوں میں پھر کر لٹریچر تقسیم کرتی تھیں۔ اور غیر مسلموں کو اسلامی جلسوں میں شامل ہونے کی ترغیب دیتی تھیں + (ان کی تصویر دکھائی گئی)

اس وقت ملک میں یہ رو چل رہی ہے۔ کہ عورتیں بھی سیاست میں حصہ لیں۔ دفاتر میں کام کریں۔ کونسلوں اور اسمبلی اور پارلیمنٹ کی ممبر ہوں، اور اب تو عورتیں غباروں میں اڑنے میں بھی کئی مردوں سے سبقت لے جا رہی ہیں۔ اور ظاہر ہے۔ کہ جس قوم کی عورتیں ایسے کاموں میں زیادہ حصہ لیں گی وہ ضرور کچھ عرصہ کے بعد دوسری قوموں کے واسطے موجب رشک اور باعث حسد بنیں گی۔ اور ایک مقابلہ شروع ہوگا۔ اب تو ہر جگہ یہ سوال پیش ہوتا ہے۔ کہ سرکاری عہدوں پر ہندو بہت ہیں۔ اور مسلمان تھوڑے۔ یہ بے انصافی ہے۔ مگر پھر یہ سوال رہے گا۔ کہ ان عہدوں پر ہندو عورتیں بہت ہیں۔ اور وہ مسلمانوں کو نقصان پہنچاتی ہیں۔ مسلمان عورتوں کو بھی سرکاری عہدے ملنے چاہئیں۔ اور سرکار کہے گی۔ کہ مسلم تعلیم یافتہ لائق عورتیں نہیں ملتیں۔ ہم کیا کریں۔ اس کے واسطے ہی مسلمانوں کو ابھی سے طیاری کرنی چاہیئے۔ اور احمدی خواتین کو چاہیئے۔ کہ اپنے آپ کو اس قابل بنائیں۔ کہ ملک کی معزز کارکن عورتوں میں شمار ہوں، اور بڑے نظم و نسق کے بڑے اہم کام سرانجام دینے میں وہ کسی قوم کی عورتوں سے پیچھے نہ رہیں۔ بلکہ اوروں کی راہنمائی کرنے والی ہوں۔ کیونکہ ان معاملات میں آگے بڑھنا بھی بالآخر تبلیغی ضرورتوں میں بہت کچھ ممد اور معاون ہوتا ہے۔

یہ چند تجاویز میں نے بطور نمونہ کے پیش کی ہیں اور حسب ضرورت ایسی بہت سی تجاویز نکل سکتی ہیں۔ جن کے ذریعہ سے عورتیں تبلیغی کاموں میں ممتاز حصہ لے سکتی ہیں۔ بالآخر میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ احمدی عورتوں کو یہ توفیق عطا کرے، کہ وہ الٰہی رضامندی کے لئے اعلےٰ مقام کی دینی خدمات کو سرانجام دیں۔ آمین +

Digitized by Khilafat Library Rabwah

موجودہ صورتِ حال

آپ نے اخباروں میں پڑھا ہوگا۔ کہ پچھلے دنوں انگلستان نے کرنسی نوٹ کے بدلے پونڈ دینے بند کردیئے۔ اور اس سے تمام ملکوں میں ایک ہیجان سا پیدا ہوگیا۔ کیونکہ یہ ایک نہایت اہم مسئلہ ہے۔ اور آج کل یہی مضمون ماہرینِ اقتصادیات کا جاذبِ نظر ہے۔ اور اس کا اثر جماعت احمدیہ پر بھی لازماً پڑیگا اس واسطے میں ضروری خیال کرتا ہوں۔ کہ عام فہم اور سلیس زبان میں اس مضمون پر روشنی ڈالوں۔ اگرچہ اس مضمون کو عام لوگوں کی فہم میں لانے کے لئے بعض مشکلات حائل ہیں۔ لیکن پھر بھی میں کوشش کروں گا۔ کہ بہنوں کو کچھ نہ کچھ معلوم ہوجائے۔

کرنسی نوٹ

یہ ممکن نہیں۔ کہ ہمارا تمام روپیہ چاندی یا سونے کے سکوں کی صورت میں ہو۔ کیونکہ اگر یہ ہونے لگے تو چند سالوں میں ہی سونے یا چاندی کا سٹاک ختم ہوجائے اسلئے گورنمنٹ نے کرنسی نوٹ بنا رکھے ہیں۔ جن پر لکھا ہوتا ہے۔ کہ "حامل رقعہ ہذا اسبابت کا مجاز ہے کہ گورنمنٹ کے خزانہ سے اتنے سکوں کا مطالبہ کرے"۔ اور یہ قانون ہے۔ کہ ہر کرنسی نوٹ کے پیچھے سو فیصدی ٹھوس سکے خزانہ یا بنک میں موجود ہوں۔ اگرچہ جب کسی ملک یا گورنمنٹ کا لوگوں پر اعتبار جم جاتا ہے۔ تو وہ سو فیصدی رقم جمع نہیں رکھتے کیونکہ وہ جانتے ہیں۔ کہ یہ ممکن نہیں کہ ملک کے تمام لوگ ایک ہی دن بنک یا خزانہ میں جمع ہوجائیں۔ اور کرنسی نوٹوں کے بدلے سیمابی یا طلائی سکوں کا مطالبہ کرنا شروع کردیں۔ اور جیسا کہ میں آگے جاکر بتلاؤں گا۔ یہی ایک وجہ تھی۔ کہ لوگوں کو پچھلے دنوں اس قدر پریشانی کا سامنا کرنا پڑا۔ اور بوجہ ناکافی سکوں کے بنک بند کردینے پڑے۔ اور کرنسی نوٹوں کے بدلے سونا دینا ملتوی ہوگیا۔

اب میں بتاتا ہوں۔ کہ وہ کیا وجوہات تھیں جن کی بنا پر گورنمنٹ کو کچھ عرصہ کے لئے بنک بند کردینے پڑے۔ اور کاغذی نوٹوں کے بدلے طلائی سکے دینے ملتوی کرنے پڑے۔

پہلی وجہ

انگلستان ایک صنعتی ملک ہے، جو اپنی اجناس خام دساور سے درآمد کرتا ہے۔ اور اس کے سوا اس کو کوئی چارہ ہی نہیں لیکن جو چیزیں وہ منگواتا ہے۔ اُن کی قیمت اُن اشیاء سے بہت زیادہ ہے۔ جو یہ باہر بھیجتا ہے۔ اور جو بقایا رہ جاتا ہے۔ وہ اسکو طلائی سکوں کی صورت میں دوسری قوموں کو دینا پڑتا ہے۔ فرض کرو انگلستان نے امریکہ سے دس ہزار اشرفیوں کا مال منگوایا اور اسی سال امریکہ نے انگلستان سے سات ہزار کی مالیت کی چیزیں منگوائیں۔ اس کے معنے یہ ہوئے کہ انگلستان نے امریکہ کو تین ہزار اشرفیاں دینی ہیں۔ گو یہ ضروری نہیں کہ انگلستان یہ تین ہزار پونڈ واقعی امریکہ بھیجدے۔ امریکہ کے حساب میں یہ تین ہزار

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پونڈ انگلستان کے بنک میں جمع ہو جائیں گے
یہی اصول امریکہ اور انگلستان کی بین الاقوامی
تجارت میں آجکل کارفرما ہے۔ انگلستان نے امریکہ
کے کئی کروڑ پونڈ دینے ہیں۔ اور یہ رقم انگلستان
نوٹوں کی صورت میں دے نہیں سکتا۔ کیونکہ غیر ممالک
میں ان کاغذوں کی کوئی وقعت نہیں۔ یا تو یہ قرضہ
مال کی صورت میں ادا ہو۔ اور یا پھر طلائی سکوں
کے ذریعہ سے چکایا جائے۔ ان دو صورتوں میں
سے امریکہ کا اصرار ہے۔ کہ اس کو طلائی سکے ہی
دیئے جائیں۔ اور وہ مال ہرگز قبول نہ کریگا۔ انگلستان
کو مصیبت پڑ گئی۔ اس کے خزانہ میں سو فیصدی
طلائی سکے تو موجود نہ تھے۔ کیونکہ دھات کافی بیٹھ
چکی تھی۔ کرنسی نوٹوں پر سارا تجارتی کام چل رہا تھا۔
اس بلائے ناگہانی کا مقابلہ کرنے کے لئے انگلستان
نے کاغذی نوٹوں کے بدلے سونا دینا بند کر دیا۔
یعنی انگلستان میں کوئی شخص اپنا نوٹ لیجاکر خزانہ کو
یہ نہیں کہہ سکتا کہ مجھے اس کے بدلے طلائی سکے
دیدیجئے۔ یہ اس لئے کیا تاکہ سونا ملک کے باہر
جانے سے رک جائے اور اندر ہی رہے۔ کیونکہ
میں بتا چکا ہوں۔ کہ انگلستان کو اپنا بقایا اشرفیوں
کی صورت میں ادا کرنا پڑتا ہے۔ اور وہ سونا باہر
بھیجتا ہی رہتا ہے۔ اس وقت انگلستان off
standard ہے۔ یعنی وہ کسی کو بھی
اپنا بقایا نہیں دے رہا۔ اور دوسرے سکوں کی
قیمت مقرر کرنے کے لئے اس کے پاس اسوقت
کوئی بھی پیمانہ یا "سٹینڈرڈ" موجود نہیں۔ جب وہ
کوئی اور سٹینڈرڈ بنالے گا۔ تو پھر اس طرف متوجہ
ہو گا۔

دوسری وجہ

گذشتہ مئی یا جون میں جرمنی
کی اقتصادی حالت بہت خراب
ہو گئی۔ اور تو کسی ملک نے مدد نہ کی انگلستان نے بہت
سا روپیہ اسکو قرض دیدیا۔ جرمنی اس کو واپس نہ کر سکا
جیساکہ وہ کہتے ہیں "انگلستان کا سرمایہ جرمنی میں بجائے
نافع ہونیکے منجمد ہو گیا" انگلستان نے امریکہ اور فرانس
کا بہت سا روپیہ دینا تھا۔ (وجہ میں پہلے بتا چکا ہوں)
تو وہ دیتا کہاں سے؟ ایک تو اس نے کرنسی نوٹوں
کے پیچھے طلائی سکے کافی تعداد میں رکھے نہیں تھے۔
اور جو بچا کھچا تھا ہی وہ جرمنی کو دیدیا۔ تو پھر اپنا قرضہ
کسطرح ادا کرتا؟
بس ان حالات کا مقابلہ کرنے کے لئے
انگلستان نے کرنسی نوٹوں کے بدلے طلائی سکے
دینے بند کر دئے۔ اور آجکل ملک "off
standard"

تیسری وجہ

انگلستان ایک امیر ملک ہے۔
اور بوجہ اپنی ایمانداری اور اثر و
رسوخ کے دوسرے ممالک میں ہر دلعزیز ہے۔
اسی وجہ سے قریباً تمام ممالک اپنی امانتیں اسی کے
خزانوں میں جمع رکھتے ہیں۔ یعنی اگر امریکہ نے روس
سے دس ہزار روپے دینے ہیں۔ تو یہ قرض امریکہ کے
بنک نہیں چکائیں گے۔ بلکہ امریکہ بنک آف انگلینڈ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کو لکھ دیگا - کہ میں نے روس کے اتنے روپے دینے ہیں - اور اگر روس نے بھی امریکہ کے کچھ روپے دینے ہوں گے - تو وہ آپس میں منسوخ ہو جائیں گے - اور بقایا طلائی سکوں میں ادا کیا جائے گا اسی سہولت کی خاطر ہر ملک اپنی اپنی امانتیں بنک آف انگلینڈ میں جمع رکھتا ہے - اور اگر کسی کے اس نے روپے دینے ہوں - تو وہ اسی بنک کے ذریعہ دئے جاتے ہیں -

اِدھر انگلستان کا سرمایہ جرمنی میں بجائے مانع ہونے کے منجمد ہو گیا" یعنی قرضہ واپس نہ آیا - اور اُدھر امریکہ اصرار کر رہا ہے - کہ مجھے طلائی سکے" فوراً ادا کئے جائیں - اُدھر دیگر ممالک کے لوگوں کو خطرہ پڑ گیا - کہ انگلستان میں کچھ نہ کچھ ضرور ہو گا - کیونکہ ان کے پاس روپیہ تھا نہیں - مزدوروں کی تنخواہیں گھٹتی تھیں - یا لوگوں پر ٹیکس زیادہ ہوتا تھا - بحری محکمہ میں پہلے ہی کچھ کھلبلی مچ چکی تھی اسلئے لوگوں نے اپنی اپنی امانتیں واپس منگانی شروع کر دیں اب انگلستان عجب مخمصہ میں تھا امریکہ اور فرانس اپنا کروڑوں کا قرضہ مانگ رہا ہے - اور لوگ اپنی اپنی امانتیں لینے پر مُصر ہیں - حزب اعمال یا لیبر گورنمنٹ اس مالی حالت کا کوئی مقابلہ نہ کر سکی اسلئے اس نے استعفےٰ دیدیا - اور آجکل نیشنل گورنمنٹ ہم پر حکمران ہے -

نتیجہ یہ ہوا - کہ ۲۱ ستمبر ۱۹۳۱ء کو گورنمنٹ نے کاغذی نوٹوں کے بدلے طلائی سکے" دینے سے انکار کر دیا - اور چند روز ادائیگی روکنی پڑی"

اسکا اثر ہندوستان پر

جب کسی چیز کی تعداد کم ہو جائے تو اس کا نرخ بڑھ جاتا ہے پس کیونکہ انگلستان میں سونے کی قلت تھی - اس لئے اس کی قیمت بڑھ گئی ہندوستان کے ناسمجھ لوگوں نے یہ دیکھکر کہ ایک اشرفی کے بدلے ۲۳ روپے مل رہے ہیں - اپنا اپنا سونا انگلستان بھیجنا شروع کر دیا - اور جو تادم تحریر دھڑا دھڑ جا رہا ہے - اس کا جو نتیجہ ہو گا - وہ آپ سمجھ سکتے ہیں - جس ملک میں سونا نہیں وہ بھی کوئی ملک ہے؟ اور بھی کئی نقصانات ہیں - جنکو میں چھوڑتا ہوں -

خاتمہ

کرنسی کا مسئلہ ایک نہایت پیچیدہ مسئلہ ہے - ماہرین اقتصادیات تاحال کسی خاص نتیجہ پر نہیں پہنچ سکے - اور یہ فضول ہے - کہ میں اس صورت حال کا مقابلہ کرنے کیلئے جو تجاویز پیش کی جا رہی ہیں - اُن پر بحث کروں - کیونکہ میرے مخاطب ایک ایسا فرقہ ہے جو علم المعاشرت سے قطعی بے بہرہ ہے -

خدا ہی بہتر جانتا ہے - کہ اس کا حشر کیا ہو گا - انگلستان اپنے لئے کونسا سٹینڈرڈ مقرر کریگا - ہمارے روپے کا تعلق پونڈ سے ہونا چاہیئے یا سٹرلنگ سے؟ ماہرین اقتصادیات ان کا کوئی تسلی بخش جواب نہیں دے سکے +

دعا ہے کہ جو کچھ بھی معرضِ عمل میں آئے ہمارے فائدے کیلئے ہی ہو -

(عبد الرحیم شبلی - بی کام کلاسز لاہور)

(نوٹ) یہ مضمون کئی مہینے سے وصول شدہ تاحال چھپ نہ سکا تھا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

عالمگیر کساد بازاری

آج کل دنیا میں ایک عام کساد بازاری کا دور دورہ ہے۔ چیزوں کا نرخ گر رہا ہے۔ لوگوں پر ٹیکس لگ رہے ہیں۔ خصوصاً ہندوستان جیسے زراعتی ملک پر تو جان کی بنی ہوئی ہے۔ تاجروں کا حال الگ برا ہے۔ اور زمینداروں کا حال تو پوچھنا ہی کیا ہے۔ کہاں پہلے اس کو بوری کے پیچھے دس بارہ روپے ملتے تھے۔ اور اب صرف چار پانچ روپے۔ بوجہ تخفیف کے ملازمینِ گورنمنٹ کا بھی حال برا ہے۔ آخر اس صورتِ حال کی وجہ کیا؟

جنگِ عظیم کے اثرات

۱۹۱۴ء میں ایک ہولناک جنگ شروع ہوئی۔ لاکھوں۔ کروڑوں آدمی ایک دوسرے کی جان کے درپے تھے۔ ایک دو دن کا کام تھا نہیں۔ چار پانچ سال اسی کشمکش میں گذر گئے۔ لازماً ان سپاہیوں کو سامانِ رسد بھی مہیا کرنا ضروری تھا جو عورتیں اور بچے باقی رہ گئے تھے۔ انہوں نے بنانے کے لئے صرف انہی اشیاء کو مدنظر رکھا۔ جو جنگ میں کام آسکتی تھیں۔ کیونکہ یہی کاروبار ان کے لئے نفع رساں تھا۔ اور یہی اشیاء ان کے لئے گراں بہا قیمتیں لاسکتی تھیں۔

مزدوروں کی قلت تھی۔ اس لئے فیکٹریوں، اور مشینوں کے کارکن زیادہ تنخواہوں پر مُصِر تھے اور اس وجہ سے چیزوں کا بھاؤ بھی بہت چڑھ گیا۔ جب ۱۹۱۸ء میں جنگ ختم ہوئی۔ تو سپاہی اپنے گھروں میں واپس آگئے۔ اب انہوں نے بھی پیٹ بھرنے کے لئے کوئی کام کرنا تھا۔ کارخانے پہلے ہی عورتوں اور بچوں سے بھرپور تھے۔ عجب مشکل پڑی ہزاروں لاکھوں کی زندگی اور موت کا سوال تھا۔ خیر کسی نہ کسی طرح ان میں سے اکثر نے عورتوں اور بچوں کی جگہ لے لی لیکن یہ بھی مزدوری بڑھا دینے پر مُصِر تھے۔ گورنمنٹ عجیب مخمصے میں تھی۔ اگر مزدوری بڑھتی ہے تو چیزوں کی قیمت بھی اتنی ہی بڑھ جاتی ہے۔ اور اگر چیزیں بہت مہنگی ہو جائیں تو لوگ نہیں خریدتے۔

نیز ملکوں کی اکثر آبادی کم خوراک کھانے کی عادی ہو چکی تھی۔ کیونکہ ایک تو وہ جنگ میں مصروف تھے اور ایسے موقعہ پر کھانے کی نہیں سوجھتی۔ دوسرے بوجہ قیمت کے زیادہ ہونے کے لوگ قلّت پر ہی قناعت کر لیتے تھے۔ کچھ عرصہ کے بعد دنیا کی پیداوار زراعتی اور صنعتی دونو۔ یکدم زیادہ ہو گئی۔ اس سپلائی کے مقابلہ میں مانگ بہت کم بڑھی۔ نتیجہ وہی ہے۔ جو آج آپ دیکھ رہے ہیں۔ چیزوں کے نرخ گر گئے ہیں۔ اور دنیا میں ایک عام کساد بازاری کا دور دورہ ہے۔

ایجادات و دیگر اصلاحات

جنگ کے بعد جب امن قائم ہو گیا۔ تو دماغی ترقی کی باری آئی۔ سائنسدانوں نے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دماغ لڑانے شروع کئے۔ اور اس طرح پر کئی
ایجادات عالمِ وجود میں آگئیں۔

اُدھر حکومتوں نے اپنی رعایا کی خوشحالی اور بہبودی کی خاطر زراعت اور مصنوعات کو فروغ دینا شروع کیا۔ ہندوستان میں ہی سلطنت برطانیہ نے آب پاشی کا وسیع انتظام کیا۔ نہریں کھودی گئیں۔ اور اعلیٰ قسم کا غلہ پیدا کرنے کی غرض سے اَپ ٹو ڈیٹ اوزاروں کا استعمال شروع کر دیا۔ پھر کئی نئے ملک زیرِ کاشت لائے گئے مثلاً آسٹریلیا۔

ان تمام اصلاحات اور ایجادات کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ غلہ کی تعداد بہت زیادہ ہو گئی۔ اگر اس کے ساتھ لوگوں کے معدے بھی وسیع ہو جاتے۔ تو پھر تو چنداں حرج نہ تھا۔ مانگ اتنی ہی رہی یا زیادہ ہی ہوئی۔ تو غلہ کی تعداد کے مقابلہ میں بہت کم۔ نتیجہ یہ ہوا۔ کہ قیمتیں گر گئیں۔ اور آج آپ کو چار روپے کی ایک بوری بازار سے مل رہی ہے۔ غریب کسان مارے گئے جس بوری کے ان کو پہلے دس بارہ روپے ملتے تھے۔ آج صرف چار روپے مل رہے ہیں۔ صرف گیہوں ہی نہیں۔ اس کے ساتھ شکر و دیگر غلہ جات بھی۔

متفرق سبب

اس کے علاوہ ہندوستان نے لنکاشائر کا بائیکاٹ شروع کر رکھا ہے۔ لنکاشائر کی تجارت صرف ہندوستان کے بل بوتے پر ہی چل رہی تھی۔ اب ہندوستانی انکی مصنوعات لیتے نہیں۔ تو وہ پھر کیا کریں؟ کپڑا بنانا ان کو کیا فائدہ جب کوئی خریدتا نہیں؟ نتیجہ یہ ہے کہ وہاں سخت بیکاری ہے۔ اور لوگوں پر ایک آفت آئی ہوئی ہے۔

پھر ہندوستان کی آبادی بھی کثرت سے بڑھ رہی ہے۔ یہاں پہلے ہی لوگوں کو روٹی کھانی نصیب نہیں ہوتی۔ اور ادھر سے آرہے ہیں خدا ہی ہے۔ جو اس صورتِ حال کی اصلاح کرے۔

اس بڑھتی ہوئی مصیبت پر ایک اور آفت یہ کہ محکموں میں مجبوراً تخفیف ہو رہی ہے۔ اور جو باقی ہیں انکی تنخواہیں بھی روز بروز کم کیجارہی ہیں۔ لوگوں پر ٹیکس زیادہ ہو رہے ہیں سنا ہے کہ اب پان والوں کو بھی سالانہ ٹیکس دینا پڑے گا اور بائیسکل رکھنے والوں کو بھی ہر سال دو روپے بھینٹ چڑھانے ہونگے۔ اور اُدھر اندر آنیوالی اشیاء پر محصول زیادہ ہو رہا ہے غرضیکہ عجب افراتفری کا عالم ہے۔ ایک کہرام مچا ہوا ہے۔ اور کچھ سوجھتا نہیں کہ کیا کیا جائے۔ اے خدا تو ہی ہمارا خالق و رازق ہے!! تو نے ہی ہمیں پیدا کیا۔ اور تو ہی ہماری حفاظت کر!!!

(عبدالرحیم شبلی بی کام کلاس لاہور)

سلطنت دہلی

یہ ہفتہ وار اخبار دارالسلطنت دہلی سے شائع ہوتا ہے۔ اسمیں ۱۵-۲۰ فوٹو بلاک کی تصاویر کے علاوہ نہایت دلچسپ اور مفید ملک و قوم مضامین شائع ہوتے ہیں۔ دماغی تفریح کیلئے بھی کافی سامان ۴۰-۴۸ صفحے حجم چندہ سالانہ تین روپے فی پرچہ ۱ر یہ اخبار بہت ارزاں ہے۔ منگوا کر فائدہ اٹھائیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۰۶

اخبار مصباح - قادیان - دارالامان - ضلع گورداسپور (پنجاب)

گلدستہ

گلدستہ

یہ دوپٹے - رومال کے کونوں کے لئے ہے +

"تسنیم"

ضروری درخواست

جن مصباحی بہنوں کو مصباح کا یہ پرچہ بطور نمونہ ملے - وہ اطلاع دیں - کیا اس سال ان کو خریداری منظور ہے؟

بھائی عبدالرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام سٹیم پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کیلئے قادیان سے شائع کیا

Digitized by Khilafat Library Rabwah